احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L 61

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

سوموار 23 ستمبر 2002ء 15 رجب 1423 ہجری۔ 23 تبوک 1381 ہش جلد 52-87 نمبر 217

سوموار 23 ستمبر 2002ء

رسول اللہ کا عفو

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کیلئے انتقام نہیں لیا۔ لیکن اگر شعائر اللہ کی بے حرمتی کی جاتی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی خاطر اس کا بدلہ لیتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب یسروا احدیث نمبر 5661)

اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مسیح موعود کے پرانے خادموں میں سے حضرت محمد اکبر خان صاحب سنوری تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔

جب ہم وطن چھوڑ کر قادیان آ گئے تو ہم کو حضرت مسیح موعود نے اپنے مکان میں ٹھہرایا حضرت مسیح موعود کا قاعدہ تھا کہ رات کو عموماً موم بتی جلایا کرتے تھے اور بہت سی موم بتیاں اکٹھی روشن کر دیا کرتے تھے جن دنوں میں میں آیا میری لڑکی بہت چھوٹی تھی۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کے کمرے میں بتی جلا کر رکھ آئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ وہ موم بتی گر پڑی اور تمام مسودات جل گئے علاوہ ازیں اور بھی چند چیزوں کا نقصان ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود کے کئی مسودات ضائع ہو گئے ہیں تو تمام گھر میں گھبراہٹ۔ میری بیوی اور لڑکی کو سخت پریشانی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کتابوں کے مسودات بڑی احتیاط سے رکھا کرتے تھے۔ لیکن جب حضور کو معلوم ہوا تو حضور نے اس واقعہ کو یہ کہہ کر رفت گذشت کر دیا کہ خدا کا بہت ہی شکر ادا کرنا چاہئے کہ کوئی اس سے زیادہ نقصان نہیں ہو گیا۔

اسی طرح پر خان صاحب اکبر خان صاحب نے بتایا کہ بیت مبارک کی اوپر کی چھت پر سے حضرت مسیح موعود کے مکان پر جانے کے لئے ایک راستہ ہوتا تھا۔ اور اس میں نیچے اترنے کے لئے ایک دیار کی سیڑھی لگی ہوئی تھی۔

"ایک دفعہ میں لالٹین اٹھا کر حضرت اقدس کو راستہ دکھانے لگا اتفاق سے لالٹین ہاتھ سے چھوٹ گئی لکڑی پر تیل پڑا اوپر سے نیچے تک آگ لگ گئی میں بہت پریشان ہوا۔ بعض لوگ بھی کچھ بولنے لگے لیکن حضرت اقدس نے فرمایا "خیر! ایسے واقعات ہو ہی جاتے ہیں مکان بچ گیا"۔

(سیرۃ مسیح موعود از یعقوب علی عرفانی صاحب ص 103)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی بیان فرماتے ہیں۔

"محمود چار ایک برس کا تھا۔ حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے میاں محمود دیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسودات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مصروف ہیں۔ سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو سیاق عبارت کے ملانے کے لئے کسی گزشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ اس سے پوچھتے ہیں خاموش! اس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے آخر ایک بچہ بول اٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دئے۔ عورتیں، بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدندان کہ اب کیا ہو گا اور درحقیقت عادتاً ان سب کو علیٰ قدر مراتب بری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہئے تھا مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں۔

"خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی۔ اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے"۔

(سیرۃ مسیح موعود از حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحب)

کفالت یتامیٰ

ایک عظیم خدمت

جماعت احمدیہ کے قیام کے سو سال پورے ہونے کی خوشی کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بے سہارا و نادار یتامیٰ کی پرورش اور خبرگیری کیلئے جماعت کے سامنے "کفالت یکصد یتامیٰ" کی تحریک پیش فرمائی۔

یہ تحریک خاص طور پر ایسے بچوں کی خدمت کر رہی ہے جن کے والد وفات پا گئے ہیں، وہ نابالغ اور بے روزگار ہوں، طالب علم ہوں اور لڑکیاں غیر شادی شدہ ہوں۔ اس تحریک کے زیر انتظام ایسے مستحق یتیم بچوں کے حالات کے مطابق مرکز میں ایک رقم مختص کر دی جاتی ہے۔ جو مستحق خاندان کو بذریعہ منی آرڈر ہر ماہ بھجوادی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ عیدین اور شادی کے مواقع پر بھی تحائف بھیجے جاتے ہیں۔

بچوں کی کفالت کا ذمہ لینے والے احباب ایک یا ایک سے زائد یتیم بچوں کے اخراجات کی ادائیگی کا وعدہ کرتے ہیں۔ جس کی ادائیگی یکمشت یا ماہانہ کرتے ہیں۔ ایک یتیم بچے کے تعلیمی اور دیگر اخراجات کا اندازہ مبلغ -/500 روپے سے -/1500 روپے ماہوار تک ہے۔ ایسے احباب بھی ہیں جو بغیر وعدہ کئے گاہے بگاہے رقم ارسال کرتے رہتے ہیں۔

ابتداء میں اس تحریک کے تحت ایک سو یتامیٰ کی پرورش کا منصوبہ تھا۔ لیکن اب خدا کے فضل سے 400 خاندانوں کے 1400 سے زائد بچے اس کمیٹی کے زیر کفالت ہیں۔ یہ امر قابل غور ہے کہ یتامیٰ کی پرورش کیلئے کوئی مخصوص فنڈ نہیں ہے بلکہ اس کی آمد کا واحد ذریعہ تحائف کی وہ رقم ہے جو احباب جماعت روزنامہ الفضل میں اعلان پڑھ کر بھجواتے ہیں۔

احباب جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس کار خیر میں حسب توفیق ضرور حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا مصداق بنائے کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اکٹھے ہونگے۔ (آمین)

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ، دار الضیافت ربوہ)

تاریخ احمدیت

منزل بہ منزل

مرتبہ ابن رشید

دین اور انسانیت کی خدمت کا سفر

1937ء ①

5 جنوری مسٹر عبدالمنعم نمائندہ سلطان مسقط قادیان تشریف لائے۔

8 جنوری حضور نے خطبہ جمعہ میں دوسری عالمی جنگ کی خبر دیتے ہوئے دعاؤں کی خاص تحریک کی۔

11 جنوری احمدیہ سکول ٹبورا مشرقی افریقہ کا افتتاح ہوا۔

11 جنوری حضرت شیخ نواب الدین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی وفات بعمر 75 سال۔

21 جنوری ملک محمد شریف صاحب دعوت الی اللہ کے لئے اٹلی کے دارالحکومت روم پہنچے۔

26 جنوری حضرت منشی عبدالرحمان صاحب کپورتھلوی رفیق حضرت مسیح موعود کی وفات بعمر 98 سال۔

جنوری سنگاپور میں پہلے فرد حاجی جعفر صاحب احمدیت میں داخل ہوئے۔

جنوری ترکی اور فرانس کے تنازعہ میں حضور نے ترکی سے ہمدردی اور دعا کی تحریک کی۔

18 فروری سالٹ پانڈ غانا میں 15 ہزار روپیہ سے احمدیہ مشن کی عمارت کا افتتاح حضرت مولوی نذیر احمد صاحب مبشر نے کیا۔

فروری مولوی محمد سلیم صاحب مبشر بلاد اسلامیہ نے والی شرق اردن امیر عبداللہ کو حق کا پیغام پہنچایا۔

21 مارچ صوبہ اڑیسہ کی انجمن احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔

22 اپریل حاجی احمد خان صاحب ایاز نے پولینڈ کے دارالحکومت وارسا میں احمدیہ مرکز قائم کیا۔

24 تا 26 اپریل آل فیتھس لیگ بمبئی کے دوسرے سالانہ اجلاس میں حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحب نے جماعت کی نمائندگی کی۔

25 اپریل سناتن دھرم سبھا سرگودھا کے زیر اہتمام مذہبی کانفرنس میں مولوی عبدالغفور صاحب نے تقریر فرمائی۔

26 تا 28 اپریل سالانہ مجلس مشاورت۔

اپریل ٹبورا (مشرقی افریقہ) کے ایک مقدمہ میں شیخ مبارک احمد صاحب کو قید اور جرمانہ کی سزائیں دی گئیں۔

اپریل جماعت احمدیہ جاوا نے ایک بیت الذکر تعمیر کی جس کا نام حضور نے بیت الھدایہ تجویز فرمایا۔ نیز ایک کلب ہاؤس تعمیر کیا۔

11 مئی پیر مہر علی صاحب گولڑوی کی وفات۔

19 مئی حضرت بابا میرا اسلام صاحب افغان رفیق حضرت مسیح موعود کی وفات بعمر 106 سال۔

21 مئی شکار پور سندھ میں ہندو مسلم فساد پر حضور کا اظہار افسوس۔

مئی لندن میں شاہ جارج پنجم کی تخت نشینی کی تقریبات میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے برطانوی ہند کی نمائندگی کی۔ اور کامن ویلتھ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں شرکت کی۔

دعوت الی اللہ کے سنہری گر

47

پر حکمت نصائح

ایمان افروز واقعات

مرتبہ: عبدالستار خان صاحب

واعظین کی صفات

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

واعظ ایسے ہونے چاہئیں جن کی معلومات وسیع ہوں۔ حاضر جواب ہوں۔ صبر اور تحمل سے کام کرنے والے ہوں۔ کسی کی گالی سے افروختہ نہ ہو جائیں۔ اپنے نفسانی جھگڑوں کو درمیان میں نہ ڈال بیٹھیں۔ خاکسارانہ اور مسکینانہ زندگی بسر کریں۔ سعید لوگوں کو تلاش کرتے پھریں جس طرح کہ کوئی کھوئی ہوئی شیئے کو تلاش کرتا ہے۔

مفسدہ پرداز لوگوں سے الگ رہیں جب کسی گاؤں میں جائیں وہاں دو چار دن ٹھہر جائیں۔ جس شخص میں فساد کی بدبو پائیں اس سے پرہیز کریں۔ کچھ کتابیں اپنے پاس رکھیں جو لوگوں کو دکھائیں۔ جہاں مناسب جانیں وہاں تقسیم کر دیں۔ یہ عمدہ صفات سید سرور شاہ صاحب میں پائے جاتے ہیں۔ (ملفوظات جلد پنجم ص 319)

حصول کامیابی اور مشکلات کا حل

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رفیق حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں:

میں لنڈن میں تھا۔ کہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک حکم ملا۔ کہ فوراً امریکہ چلے جاؤ۔ میں تیار ہو گیا۔ اس وقت مجھے کچھ بیماری تھی۔ اور وہ بیماری جس کے لئے امریکہ گورنمنٹ کا حکم تھا۔ کہ اس بیماری والے کو امریکہ میں نہ داخل ہونے دیا جائے۔ ہمارا جہاز لنڈن سے امریکہ روانہ ہوا۔ میں نے خدا کے حضور دعا کی کہ میری کامیابی اور مشکلات کا حل تیرے پاس ہے۔ میری مدد کر۔ اسی رات میں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ میں امریکہ کے ایک بہت بڑے ہال میں تقریر کر رہا ہوں۔ جب میں تقریر ختم کر چکا تو سب چلے گئے۔ مگر ایک لڑکی کھڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے دریافت کیا آپ کیوں نہیں جاتیں۔ اس نے کہا۔ میں (دین حق) سے مشرف ہونا چاہتی ہوں۔ میں نے اس کو (احمدی) کیا۔ اور اس کا نام "مصطفیٰ فاطمہ" رکھا۔ صبح جب میری آنکھ کھلی، تو مصطفیٰ فاطمہ کے نام پر مجھے بہت تعجب ہوا۔ کہ میں نے ابھی تک ایسا نام سنا ہی نہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ مجھے کچھ تسکین بھی ہوئی۔

جب ہمارا جہاز بندرگاہ پر پہنچا۔ تو مجھے ڈاکٹری معائنہ کے لئے بھیج دیا گیا۔ ڈاکٹر نے مجھے بہت غور سے دیکھا۔ اور کہنے لگا یہ پگڑی تو آپ کی بہت بہترین ہے۔ میں نے پگڑی اتار کر میز پر رکھ دی۔ اس نے پگڑی ہاتھ میں اٹھا کر خوب دیکھی بھالی اور تمام تعریفیں کیں۔ پھر مجھے واپس کرنے لگا۔ میں نے اس سے کہا یہ آپ لے لیجئے۔ اس نے کہا آپ کیا پہنیں گے میں نے سوٹ کیس سے دوسری پگڑی نکال کر پہن لی۔ اور اس سے کہا۔ میرے پاس اور بھی موجود ہے۔ یہ آپ کو پسند ہے۔ اس لئے لے لیجئے اس نے پگڑی لے کر مجھ سے کہا۔ آپ بھی معائنہ کے لئے آئے ہیں؟ میں نے جواب میں کہا جی ہاں! اس نے کہا آپ تو تندرست ہیں آپ کا کیا معائنہ کیا جائے۔ اس طرح میں وہاں سے آیا۔ اب میں اس آفس میں پہنچا۔ جہاں امریکہ کے اندر داخل ہونے کی اجازت ملتی تھی۔ وہاں مجھ سے کہا گیا تم جس جہاز سے آئے ہو۔ اسی پر واپس جاؤ۔ مگر میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا۔

مجھے فاطمہ مصطفیٰ کو (احمدی) کرنا ہے۔ اس بات پر وہ لوگ خوب ہنسے اور مجھے ایسے مقام پر نظر بند کر دیا۔ جہاں اور لوگ بھی تھے۔ جن کو اجازت نہیں دی گئی تھی۔ میں نے ان لوگوں میں بھی (دعوت الی اللہ) شروع کر دی۔ اور کئی ایک کو (احمدی) بنا لیا۔ یہ خبر وہاں کے داروغہ کو بھی پہنچ گئی۔ وہ میرے پاس آیا۔ اور مجھے خاموش رہنے کی تلقین کی۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ میں تو اسی کام کیلئے ہندوستان سے امریکہ تمام روپیہ خرچ کر کے بھیجا گیا ہوں۔ اس پر داروغہ بہت گھبرایا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے نوکری سے الگ کر دیا جائے گا۔ مگر میں نے پھر اس سے یہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ آخر عاجز آ کر اس نے مجھے وہاں سے نکال دیا۔

اب میں امریکہ میں تھا۔ وہاں میں نے ایک ہال کرایا پر لیا۔ اشتہار بنوائے۔ ہال کھچا کھچ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے تقریر کی۔ لوگوں نے تقریر خوب غور سے سنی۔ تقریر ختم ہوئی تو لوگ چلے گئے۔ مگر ایک لڑکی کھڑی تھی۔ مجھے جہاز پر دیکھے ہوئے مناظر یاد آ گئے۔ میں نے لڑکی سے کہا آپ کیوں کھڑی ہیں.......... تمام لوگ تو چلے گئے۔ اس نے کہا میں احمدی ہونا چاہتی ہوں مجھے بڑی خوشی ہوئی میں نے اس کو (احمدی) بنا لیا۔ اور اس کا نام فاطمہ مصطفیٰ رکھا۔ جو خواب میں دیکھا تھا۔ (آپ بیتی ص 35)

پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس۔ مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی

مجلس عرفان

فرمودہ 4جون 1944ء
بمقام قادیان

سوال -حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے عرض کیا کہ حضور نے چند روز ہوئے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ہر احمدی کو روزانہ بارہ دفعہ سبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم اور بارہ دفعہ درود پڑھنا چاہئے اس گنتی میں کوئی خاص حکمت ہے- یا لوگوں کو عادت ڈالنے کے لئے حضور نے ایسا ارشاد فرمایا ہے-

جواب- میں نے بارہ دفعہ کی تخصیص صرف اس لئے کی ہے- کہ آج کل اکثر چیزوں کی گنتی درجن کے حساب سے ہوتی ہے اور اس لئے بھی کہ انگلیوں کے بارہ پور ہیں- اور ہر شخص آسانی سے یہ گنتی پوری کرسکتا ہے- ورنہ یہ مطلب نہیں کہ بارہ دفعہ سے زیادہ درود نہیں پڑھنا چاہئے یا بارہ دفعہ سے زیادہ تسبیح نہیں کرنی چاہئے- ایک معین تعداد مقرر کرنے کی غرض یہ ہے کہ یہ قلیل سے قلیل ذکر ہے- جو انسان کو کرنا چاہئے- اگر کوئی شخص بارہ دفعہ درود پڑھ لے- اور بارہ دفعہ سبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم کہہ لے- تو اس کی طبیعت پر کوئی بوجھ نہیں پڑ سکتا- اور جب رفتہ رفتہ اس کا چسکا پڑ جائے گا- تو پھر بارہ سے چوبیس اور چوبیس سے چھتیس جتنا کوئی شخص چاہے اس تعداد کو بڑھا سکتا ہے یہ ہر شخص کی اپنی مرضی پر منحصر ہے- کہ وہ بارہ سے زیادہ جتنی مرتبہ چاہے درود پڑھے- اور جتنی مرتبہ چاہے تسبیح کرے- اصل بات یہ ہے کہ بے حساب ذکر میں بھی خوبی ہوتی ہے- اور باحساب ذکر میں بھی خوبی ہوتی ہے- باحساب میں تو یہ خوبی ہوتی ہے کہ انسان اس کے متعلق تعہد سے کام لیتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ میں اتنی بار ضرور ذکر کروں- اور بے حساب میں یہ خوبی ہوتی ہے- کہ انسان اپنے محبوب کو یاد کرتے وقت گنتی کو مدنظر نہیں رکھتا- بلکہ اپنے عشق کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے ہر وقت اپنے محبوب کا نام زبان پر جاری رکھتا ہے- پس دونوں میں خوبیاں ہیں باحساب میں بھی خوبیاں ہیں بے حساب میں بھی خوبیاں ہیں-

درحقیقت تسبیح وتحمید تو ایک ایسی چیز ہے- جو مومن کے دل سے ہر وقت نکلتی رہتی ہے- کھانا کھاتے ہوئے پانی پیتے ہوئے- کپڑے پہنتے ہوئے- اٹھتے ہوئے بیٹھتے ہوئے چلتے ہوئے ٹھہرتے ہوئے سوتے ہوئے جاگتے ہوئے ہر وقت اور ہر حالت میں وہ خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے- اور بات بات پر اس کے منہ سے سبحان اللہ اور الحمدللہ نکل جاتا ہے- اس طرح خواہ وہ باحساب ذکر کرتا ہے- پھر بھی وہ بے حساب ہی بن جاتا ہے- اور وہی اصل ذکر ہوتا ہے جس ذکر لئے انسان کو چوبیس گھنٹے انتظار کرنا پڑے اور کہے کہ جب فلاں وقت آئے گا- تو اس وقت میں ذکر کروں گا- وہ ذکر نہیں کہلا سکتا- ذکر وہی ہے جو ہر وقت اور ہر حالت میں انسان کی زبان پر جاری ہے- تعداد کے لحاظ سے بے شک ایک خاص وقت بھی مقرر کیا جاسکتا ہے- مگر محبت کے لحاظ سے وقت کی تعیین کا خیال غلط ہوتا ہے اور دراصل یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں- کیونکہ عشق میں انسان کی دونوں حالتیں ہوتی ہیں- عشق کی ایک حالت وہ ہوتی ہے جب انسان اور تمام کاموں سے فارغ ہو کر اپنے دوست سے باتیں کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے- اور عشق کی دوسری حالت یہ ہوتی ہے- کہ وہ خواہ اور کاموں میں لگا رہے- اس کا دل اپنے محبوب کی طرف ہی رہتا ہے-

پس عشق دونوں باتوں کا تقاضا کرتا ہے عشق یہ بھی چاہتا ہے- کہ عاشق اپنے معشوق کے لئے اور کاموں سے فارغ ہو جائے- اور عشق یہ بھی چاہتا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کا ہر وقت ذکر کرتا رہے پس چونکہ یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں- اس لئے خواہ کوئی شخص ایک معین وقت میں ہزار دفعہ درود پڑھ لے- اور ہزار دفعہ تسبیح کرلے- پھر بھی جب وہ دوسرے اوقات میں بغیر گنتی کے اپنے محبوب کا ذکر کرے گا- تو ہزار جمع ان گنت ہو کر سب کا سب ذکر بے حساب بن جائے گا- یا فرض کرو- ایک شخص 33-33 دفعہ سبحان اللہ اور الحمدللہ اور 34 دفعہ اللہ اکبر کہتا ہے- اور پھر سارا دن بغیر گننے کے مختلف مواقع پر کبھی سبحان اللہ کہہ دیتا ہے- کبھی الحمدللہ کہہ دیتا ہے- کبھی اللہ اکبر کہہ دیتا ہے- تو گنتی شدہ تسبیح وتحمید اور تکبیر میں ان گنت تسبیح وتحمید اور تکبیر جب مل جائے گی- تو سب تسبیح وتحمید ان گنت ہو جائے گی- اس طرح یہ دونوں چیزیں مل کر ایک مومن کے عشق کو مکمل کرتی ہیں ورنہ اکیلی نہ یہ چیز اس کے عشق کو مکمل کرتی ہے- نہ وہ چیز اس کے عشق کو مکمل کرتی ہے- اگر یہی خیال آتا رہے کہ میں فلاں وقت میں ہی ذکر کروں گا- آگے پیچھے نہیں کروں گا- تو اس کے معنے یہ ہوں گے- کہ وہ اپنے اوقات کو کلی طور پر خدا تعالیٰ کی یاد میں صرف کرنے کے لئے تیار نہیں- وہ اس بات کا منتظر رہتا ہے کہ مقررہ وقت آئے- تو ذکر کرے- حالانکہ مومن وہی ہے- جو ہر حالت میں خدا تعالیٰ کو یاد رکھے-

حضرت مسیح موعود کسی بزرگ کا یہ مقولہ سنایا کرتے تھے- کہ دست درکار دل بایار یعنی انسان کے ہاتھ تو کاموں میں مشغول ہونے چاہئیں- اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے- اسی طرح ایک پنجابی صوفی کے متعلق مشہور ہے- کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ میں کتنی دفعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کروں- انہوں نے فرمایا

"یاردانان لیناتے گن گن کے"

یعنے محبوب کا نام لینا اور پھر گن گن کر تو اصل ذکر وہی ہے- جو ان گنت ہو- مگر ایک معین وقت مقرر کرنے مین یہ خوبی ہوتی ہے- کہ انسان اس وقت اپنے محبوب کے لئے اور کاموں سے بالکل الگ ہو جاتا ہے- اور چونکہ یہ دونوں حالتیں ضروری ہیں اس لئے صحیح طریق یہی ہے کہ معین تعداد میں ان گنت ذکر ملا دیا جائے- پھر وہ سارے کا سارا ذکر ان گنت ہو جائے گا- فرض کرو ایک شخص دن میں ہزار دفعہ تسبیح کرتا ہے- لیکن کسی وقت بغیر گننے کے بھی ذکر کر لیتا ہے- تو خواہ وہ ایسا دو تین دفعہ ہی کرے یا چار دفعہ ہی کرے مگر چونکہ وہ اس تعداد کو شمار نہیں کرے گا- اس لئے وہ سب ذکر ان گنت ہو جائے گا- کیونکہ وہ یہ نہیں کہہ سکے گا کہ میں نے اتنی دفعہ ذکر کیا ہے اس سے زیادہ نہیں کیا-

سوال- کیا اس طرح کا درود پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں کہ رسول اللہؐ پر ہزاروں ہزار مرتبہ درود بھیج-

جواب- مجھے اس قسم کے درود کی طرف کوئی رغبت نہیں- یہ تو ایسی بات ہے جیسے چینی کیا کرتے ہیں کہ وہ خدا کا نام لکھ کر کسی رہٹ سے باندھ دیتے ہیں- اور پھر آرام سے گھر میں جاتے ہیں- اور سمجھ لیتے ہیں وہ گویا سارا دن اللہ تعالیٰ کا نام جپتے رہے ہیں- یوں دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ اے اللہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے انتہا کرم فرما مگر اس قسم کے درودں سے لوگوں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک دفعہ درود پڑھ کر سمجھ لیں کہ انہوں نے کئی لاکھ یا کئی کروڑ دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج دیا ہے- حالانکہ غلط ہے- درود بہرحال ایک ہی دفعہ سمجھا جائے گا-

سوال- حصول رزق کے متعلق مومن دعا سے کام لیتا ہے اور غیر مومن تدبیر سے لیکن نظر یہ آتا ہے کہ تدبیر سے کام لینے والا دعا کرنے والے کی نسبت زیادہ کامیاب رہتا ہے- حالانکہ دعا اور اللہ تعالیٰ پر توکل تدبیر سے بہرحال افضل ہیں-

جواب- جب تک کوئی پیمانہ ایسا نہ ہو جس سے ایک شخص کی دعا اور دوسرے کی تدبیر کا باہم موازنہ کیا جاسکے اس وقت تک یہ کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ اس میدان میں تدبیر دعا سے بڑھ کر ہے اصل بات یہ ہے کہ لوگوں نے اس حقیقت کو نہیں سمجھا کہ رزق کے متعلق مومنوں کو صرف دعا اور توکل سے کام لینے کا حکم نہیں بلکہ تدبیر سے بھی کام لینے کا حکم ہے- اور دعا اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی جب تک ظاہری جدوجہد اور ظاہری کوشش کا سلسلہ بھی جاری نہ رکھا جائے ہاں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے رزق کا اللہ تعالیٰ خود ذمہ دار ہوتا ہے- ایسے لوگوں کو بغیر تدبیر کے ہی اللہ تعالیٰ رزق پہنچا دیتا ہے-

کہتے ہیں کوئی بزرگ تھے انہیں ایک دفعہ الہام ہوا کہ تمہیں اب کمائی کی ضرورت نہیں ہم خود تمہیں رزق دیں گے چنانچہ انہوں نے روزی کمانی چھوڑ دی- ان کی بیوی بچوں کو فکر پیدا ہوا کہ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا ہم تو بھوکے مرنے لگیں گے- چنانچہ انہوں نے اور ان کے دوسرے رشتہ داروں نے انہیں سمجھانا شروع کر دیا کہ آپ یہ کرتے ہیں- آپ کوئی کام کریں اور فارغ نہ بیٹھیں ایسا نہ ہو کہ فاقوں تک نوبت پہنچ جائے- وہ کہنے لگے- اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتا ہوں وہ میری روزی کا سامان پیدا کرے گا وہ کسی طرح نہ مانے تو انہوں نے ان کے ایک دوست سے جو خود بھی بزرگ تھے کہا کہ آپ انہیں سمجھائیں شاید وہ آپ کی بات مان جائیں چنانچہ وہ آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ کام کیا کریں- فارغ نہ بیٹھیں انہوں نے جواب دیا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوں اور مہمان اگر اپنا کھانا آپ پکائے تو میزبان برا منایا کرتا ہے- اس لئے میں تو اپنے کھانے کا فکر نہیں کرسکتا- وہ کہنے لگا آپ اگر اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں تو سنئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مہمانی صرف تین دن ہوتی ہے اس سے زیادہ نہیں- پس آپ بھی تین دن ایسا کرسکتے ہیں- ہمیشہ کے لئے ایسا نہیں کرسکتے وہ کہنے لگے میں جس کا مہمان ہوں وہ فرماتا ہے(-) کہ میرا ایک دن ہزار سال کے برابر ہوتا ہے اگر میں ان تین دنوں کے بعد زندہ رہا تو آپ بے شک اعتراض کریں لیکن جب تک یہ تین دن ختم نہیں ہوتے میری مہمانی بھی ختم نہیں ہوسکتی-

اسی طرح میں نے کئی دفعہ سنایا ہے حضرت مسیح موعود کو آخری عمر میں ایک دفعہ سخت کھانسی ہوئی یہ کھانسی

اتنی شدید تھی کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی نے اخبارات میں اس کا ذکر پڑھ کر شائع کر دیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ مرزا صاحب کو سل ہو گئی ہے۔ میں ہی آپ کو دوائی پلایا کرتا تھا اور میں سمجھتا تھا کہ آپ کی بیماری کے معاملات میں مجھے دخل دینے کا حق ہے۔ ایک دفعہ آپ لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کو کھانسی کا سخت دورہ اٹھا۔ میں نے آپ کو دوائی پلائی ابھی میں دوائی پلا کر ہٹا ہی تھا کہ کوئی دوست پھلوں کی ایک ٹوکری دے گئے۔ جس میں کیلے بھی تھے کیلا نزلہ اور کھانسی پیدا کیا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے ہماری والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کھانسی میں کیلا کھانا کیسا ہوتا ہے والدہ صاحبہ کہنے لگیں کہ کیلا کھانے سے نزلہ بڑھ جاتا ہے پھر مجھ سے پوچھا اور فرمایا کھانسی میں کیلا کھانا کیسا ہوتا ہے میں نے کہا شدید مضر ہوتا ہے۔ یہ پوچھ کر آپ نے فرمایا۔ ٹوکری ادھر کرو۔ ہم نے ٹوکری آپ کی طرف کی تو آپ نے ایک کیلا اٹھایا اور چھلکا اتار کر اسے کھانا شروع کر دیا۔ میں نے یہ دیکھتے ہی شور مچانا شروع کر دیا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ ابھی آپ کو کھانسی کا شدید دورہ ہوا ہے اور کیلا کھانسی میں سخت مضر ہوتا ہے۔ آپ میری باتیں سن کر مسکراتے رہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمانے لگے مجھے ابھی الہام ہوا ہے کہ تمہاری کھانسی جاتی رہی اس لئے میں نے کیلا کھالیا ہے۔ کیونکہ جب خدا نے کہا ہے کہ کھانسی جاتی رہی تو کیلا کس طرح کھانسی پیدا کر سکتا ہے۔ اب اس کے یہ معنے نہیں کہ جس شخص کو کھانسی کی شکایت ہو وہ بے شک کیلا کھالیا کرے وہی شخص ایسا کر سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ کی طرف سے صحت کی خبر دی گئی ہو۔ اسی طرح جس شخص کو خدا کہہ دے کہ تمہیں رزق کے لئے کسی تدبیر کی ضرورت نہیں اس کے رزق کا ذمہ دار خود خدا ہو جاتا ہے لیکن باقی لوگوں کے متعلق حصول رزق کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہی قانون مقرر کیا ہوا ہے کہ وہ کوشش کریں۔ ہاں ہم ضرور مانتے ہیں کہ مومن کے لئے جہاں دنیوی رستے بند ہو جاتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی برکت سے ان بند راستوں کو بھی کھول دیتا ہے۔

میں نے ایک دفعہ جس طرح خدا تعالیٰ سے ناز کرتے ہیں اس سے ناز کرتے ہوئے ایک دعا کی وہ جوانی کے ایام تھے۔ اور ہم ایک ایسی جگہ سے گزر رہے تھے جہاں اس دعا کے قبول ہونے کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی۔ مگر محبت الٰہی کے جوش میں اس سے ناز کرتے ہوئے میں نے کہا خدایا تو مجھے ایک روپیہ دلا میں اس وقت جالندھر اور ہوشیار پور کی طرف گیا ہوا تھا اور کاٹھ گڑھ سے واپس آ رہا تھا کہ اس سفر میں ایک ایسے علاقہ سے گزرتے ہوئے جہاں کوئی احمدی نہ تھا میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنی قدرت ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ جنگل میں سے گزرتے ہوئے میرے دل سے یہ دعا نکلی حاجی غلام احمد صاحب اور چوہدری عبدالسلام صاحب میرے ساتھ تھے اتنے میں چلتے چلتے ایک گاؤں آ گیا اور ہم نے دیکھا کہ اس گاؤں کے دو چار آدمی باہر ایک مکان کے آگے کھڑے ہیں۔ حاجی صاحب اور چوہدری عبدالسلام صاحب ان کو دیکھتے ہی۔ میرے دائیں بائیں ہو گئے اور کہنے لگے اس گاؤں کے لوگ احمدیت کے سخت مخالف ہیں اگر کوئی احمدی ان کے گاؤں میں سے گزرے تو یہ لوگ اسے مارا پیٹا کرتے ہیں آپ درمیان میں ہو جائیں تا کہ یہ لوگ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اتنے میں ان میں سے ایک شخص نے جب مجھے دیکھا تو میری طرف دوڑ پڑا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید حملہ کرنے کے لئے آیا ہے مگر جب وہ میرے قریب پہنچا تو اس نے سلام کیا اور ہاتھ بڑھا کر ایک روپیہ پیش کیا کہ یہ آپ کا نذرانہ ہے گاؤں سے باہر نکل کر وہ دوست حیران ہو کر کہنے لگے ہمیں تو ڈر تھا کہ یہ شخص آپ پر حملہ نہ کر دے مگر اس نے تو نذرانہ پیش کر دیا میں اس وقت ان کی بات سے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ خیال غالباً اسی لئے پیدا کیا تھا کہ وہ اپنی قدرت کو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور بتانا چاہتا تھا۔ کہ لوگوں کے دل میرے اختیار میں ہیں۔ غرض جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق آتا ہے تو ایسی ایسی جگہوں سے آتا ہے کہ انسان کو اس کا وہم اور گمان بھی نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ میں کشتی میں بیٹھا دریا کی سیر کر رہا تھا اور بھائی عبدالرحیم صاحب میرے ساتھ تھے میرے لڑکے ناصر احمد نے اپنے بچپن کے لحاظ سے کہا کہ ابا جان اگر اس وقت ہمارے پاس کوئی مچھلی بھی ہوتی تو بڑا مزہ آتا۔ اس وقت یکدم میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا لوگ تو خواجہ خضر سے کچھ اور مراد لیتے ہیں مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ خضر ایک فرشتہ ہے جس کے قبضہ میں اللہ تعالیٰ نے دریا رکھے ہوئے ہیں۔ جب ناصر احمد نے یہ بات کہی تو میں نے کہا خواجہ خضر ہم آپ کے علاقہ میں سے گزر رہے ہیں ہماری دعوت کیجئے اور ہمیں کھانے کے لئے کوئی مچھلی دیجئے جونہی میں نے یہ فقرہ کہا۔ بھائی جی کہنے لگے آپ نے یہ کیا کہہ دیا کہ خواجہ خضر ہماری دعوت کریں۔ اس سے تو بچے کی عقل ماری جائے گی۔ مگر ابھی بھائی جی کا یہ فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ یکدم ایک بڑی سی مچھلی کود کر ہماری کشتی میں آ گری۔ میں نے کہا لیجئے بھائی جی دعوت کا سامان آ گیا۔ وہ حیران ہو گئے کہ یہ کیا ہو گیا کہ ادھر میری زبان سے یہ نکلا کہ خواجہ خضر ہم آپ کے علاقہ میں سے گزر رہے ہیں۔ ہماری دعوت کیجئے اور ادھر انہوں نے کہا کہ آپ یہ کیا کہتے ہیں۔ خواجہ خضر بھی کہیں دعوت کیا کرتے ہیں۔ کہ یک دم ایک بڑی سی مچھلی ہماری کشتی میں آ پڑی۔ اور میں نے کہا بھائی جی لیجئے۔ مچھلی آ گئی۔ چنانچہ اس کے بعد ہم نے وہ مچھلی پکا کر تبرک کے طور پر سب ہمراہیوں کو تھوڑی تھوڑی چکھائی کہ یہ ہماری خدا کی طرف سے مہمان نوازی ہوئی ہے۔

اسی طرح مجھے اپنے بچپن کی ایک اور بات بھی یاد ہے ایک دفعہ جبکہ مجھے پیچش کی شکایت تھی۔ بارش ہوئی اور اس کا نظارہ مجھے ایسا اچھا معلوم ہوا کہ میں کھڑکی میں کھڑے ہو کر دیر تک اسے دیکھتا رہا اور سبحان اللہ سبحان اللہ کہتا رہا۔ باریک باریک بوندیں پڑ رہی تھیں اور میں انہیں دیکھ دیکھ کر لطف اندوز ہو رہا تھا کہ مجھے پیٹ میں سخت مروڑ اٹھا۔ اور پاخانہ کی حاجت محسوس ہوئی۔ مجبوراً مجھے پاخانہ کے لئے جانا پڑا۔ میں نے اس وقت دعا کی کہ یا اللہ یہ بارش اب بند ہو جائے۔ اور جب میں واپس آؤں تو پھر دوبارہ اسی طرح شروع ہو جائے۔ چنانچہ میں یہ دعا کر کے کمرہ سے باہر نکلا تو بارش بند ہو گئی اور جب پاخانہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹا اور کھڑکی کے پاس پہنچا تو پھر بارش شروع ہو گئی۔ مگر یہ کسی کے تصرف کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی دل میں کوئی بات ڈال دیتا ہے۔ اور پھر اس کا نتیجہ بھی پیدا کر دیتا ہے۔

سوال۔ اس بات کی کیا وجہ ہے کہ انبیاء کی نسبت اولیاء اللہ کی کرامتیں زیادہ مشہور ہیں۔

جواب۔ اصل بات یہ ہے کہ انبیاء کے سامنے اتنا اہم کام ہوتا ہے اور وہ دن رات اس کام میں اس طرح مشغول ہوتے ہیں کہ انہیں اس قسم کی باتیں بیان کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ ورنہ یہ چیز وہاں بھی کثرت سے موجود ہوتی ہے۔ مگر چونکہ ان کی کفر سے لڑائی ہو رہی ہوتی ہے۔ شیطان کی سرکوبی ان کا کام ہوتا ہے اور لوگوں کو سچے دین پر قائم کرنا ان کی بعثت کا اصل مقصد ہوتا ہے اس لئے ان کی اور باتوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔ ورنہ میں سمجھتا ہوں ہر دوسرے تیسرے دن ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت کا کوئی نہ کوئی اہم واقعہ ضرور آ جاتا ہے۔ مگر چونکہ ایک بڑا کام ان کے سامنے ہوتا ہے اور ایک جنگ میں وہ دن رات مشغول ہوتے ہیں۔ اس لئے ان باتوں کے بیان کرنے کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں ہوتی لیکن اولیاء کے سامنے چونکہ ایسی جنگ نہیں ہوتی اس لئے ان کی کرامتوں کی طرف زیادہ توجہ رہتی ہے۔ اور وہ انہی باتوں کو دہراتے رہتے ہیں پس یہ صحیح نہیں کہ انبیاء کے وجود میں کرامات کی زیادتی نہیں ہوتی۔ کرامتیں تو وہاں بھی کثرت سے موجود ہوتی ہیں مگر ان کے سامنے اتنا بڑا کام ہوتا ہے کہ اس کام کی عظمت اور اس کی شان و شوکت کے لحاظ سے یہ باتیں ذاتی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ ان کو کم بیان کرتے ہیں۔ ورنہ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ان کے ہاتھ پر کم کرامات ظاہر ہوتی ہیں اور اولیاء اللہ کے ہاتھ پر زیادہ کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خود میرے ساتھ اس قسم کے کئی واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ان کو بیان کرنے کا مجھے کبھی خیال بھی نہیں آتا کیونکہ ایک بہت بڑا کام ہے جو ہمارے سپرد ہے۔

(روزنامہ الفضل 22 مئی 1960ء)

رپورٹ: محمد اکرم۔ مربی سلسلہ لائبیریا

احمدیہ کلینک منروویا (لائبیریا) میں ایک پروقار تقریب

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مغربی افریقہ کے ملک لائبیریا میں جماعت احمدیہ لمبے عرصہ سے خدمات کی توفیق پا رہی ہے۔ خاص طور پر ایسے حالات میں بھی جبکہ ملک خانہ جنگی کی لپیٹ میں رہا، جماعت احمدیہ کی خدمات قابل قدر ہیں۔ چنانچہ دارالحکومت منروویا میں احمدیہ کلینک 1995ء سے غریب عوام کو سستا اور معیاری علاج فراہم کر رہا ہے۔ اس دوران مختلف ڈاکٹر صاحبان مجلس نصرت جہاں کے تحت اپنی زندگیاں وقف کر کے کلینک میں خدمات بجالاتے رہے۔

حال ہی میں مکرم ڈاکٹر فاروق احمد خان صاحب نے لائبیریا میڈیکل بورڈ کی طرف سے پریکٹس کے لئے لائسنس ملنے کے بعد کلینک کا چارج سنبھالا ہے۔ اس موقعہ پر 17/اپریل 2002ء کو کلینک میں ایک سادہ مگر پروقار تقریب کا انعقاد عمل میں آیا۔ Dr Nathaniel Bartee ڈپٹی ہیلتھ منسٹر اور چیف میڈیکل آفیسر آف لائبیریا تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔ شہر کے چند معززین نے بھی اس تقریب میں شرکت کی جن میں لائبیرئینز کے علاوہ لبنانی، انڈئینز اور پاکستانی شامل تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ کے ساتھ ہوا۔ جس کے بعد محمد اکرم باجوہ امیر و مشنری انچارج لائبیریا نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں مکرم امیر صاحب نے احمدیہ کلینک کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کلینک میں لیبارٹری کی سہولت کو مزید بہتر بنایا جا رہا ہے جس کے لئے ECG مشین، الٹرا ساؤنڈ مشین اور Photo Spectrometer مرکز کی طرف سے کلینک کو مہیا کر دیا گیا ہے۔ امیر صاحب نے مزید بتایا کہ جنگ سے متاثرہ علاقوں میں جماعت کی طرف سے جلد ہی فری میڈیکل کیمپس کا بھی انعقاد کیا جائے گا۔

مہمان خصوصی ڈاکٹر Bartee نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ لائبیریا میں اکثر کلینکس فزیشن اسسٹنٹ چلا رہے ہیں اور مستند ڈاکٹروں کی بہت کمی ہے۔ ان حالات میں جماعت کی بے لوث خدمات قابل ستائش ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جماعت کو منروویا کے علاوہ دور دراز علاقوں میں بھی کلینک کھولنے چاہئیں۔ بعد ازاں مکرم ڈاکٹر فاروق احمد خان صاحب نے حاضرین کو اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ وہ پاکستان سے خدمت کا جذبہ لے کر آئے ہیں اور اسی

باقی صفحہ 7 پر

تاریخ کا دھارا موڑنے والے تنازعات

1800ء سے 2001ء تک دنیا کے مختلف خطوں میں ہونے والی اہم جنگوں کے اسباب و واقعات کا جائزہ

قسط اول

ایک پرانی کہاوت ہے ''امن کیا ہے، صرف دو جنگوں کے درمیان تیاری کا وقت'' شاید یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان ابھی جنگوں سے تھکا نہیں ہے۔ اس منفی جذبے کے پیچھے معاشی مفادات ہوں یا جذبہ قومیت، مذہبی عصبیت کا دخل ہو یا پھر حصول زمین کی خواہش، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کش مکش کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ سیدھا سا جواب ہے، ''مفادات کا ٹکراؤ'' جو تنازعات کو جنم دیتا ہے۔ یہ تنازعات ہی جنگوں کا سبب بنتے رہے ہیں اور بنتے رہیں گے۔ آج کے دور میں عالمی سطح پر آزادی، انصاف، انسانی حقوق اور جمہوریت کے بلند و بانگ نعروں کے باوجود بھی سینکڑوں ایسے تنازعات ہیں جو انسان کو پھر ماضی کے تجربات سے دوچار کر دیتے ہیں، خصوصاً انیسویں اور بیسویں صدی میں جہاں تحقیق و ایجادات کے حوالے سے قابل قدر کارنامے وجود میں آئے، وہیں عالمی سطح پر متعدد تنازعات اور ان کے نتیجے میں جنگ و جدل کو عروج حاصل رہا، اس دورانیے میں دو عالمگیر جنگیں بھی لڑی گئیں، جن میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں جانوں کا ضیاع ہوا۔ لاکھوں خاندان تتر بتر ہوئے، بے شمار مالیت کی املاک راکھ کا ڈھیر بن گئیں، ریاستوں کے جغرافیائی ڈھانچے بدل دیے گئے۔ کئی ریاستیں مکمل طور پر فنا ہو گئیں اور کئی ریاستیں وجود میں آئیں۔ ان دو عالمی جنگوں نے محض کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کی تباہ کاریوں نے سطح زمین کے اوپر کی فضاؤں اور سمندری پانیوں کو بھی ہولناکیوں کی لپیٹ میں لے لیا۔

اگر بہ نظر غائر تجزیہ کیا جائے تو انیسویں صدی میں قومیت کا اثر یورپ کی سیاسی زندگی پر منفی اثرات مرتب کر رہا تھا۔

فرانس۔ پرتگال

تاریخ شاہد ہے کہ انیسویں صدی کا آغاز جنگ کے نقاروں کی گونج میں ہوا۔ پہلا تصادم فرانس و اسپین اور پرتگال کے درمیان ہوا۔ اس جنگ کو وار آف اورنجز 1801ء کا نام دیا گیا۔ دراصل، فرانس کا حکمران، نپولین اپنے توسیع پسندانہ تجارتی مفادات کی تکمیل کے لئے پرتگال کی بندرگاہوں پر تصرف حاصل کرنا چاہتا تھا، لیکن پرتگالی حکمران اسے یہ مراعات دینے کو تیار نہ تھے۔ چنانچہ اپریل 1801ء میں فرانس نے پرتگال پر حملے کی تیاریاں مکمل کر لیں، لیکن اس سے قبل قریبی ہمسایہ ریاست اسپین کی ہمنوائی کو ضروری سمجھا گیا۔ فرانسیسی فوج کے کمانڈر (Manuel de Godoy) نے اسپین کی حمایت کرنے سے قبل اسپین کی ملکہ کے لئے عمدہ نارنگیوں کی پیٹیاں بطور تحفہ روانہ کیں، جو خیر سگالی کی علامت تھیں۔ اس لیے اس جنگ کو ''جنگ نارنگی'' کا نام دیا گیا۔

اس جنگ میں فرانس اور اسپین کی افواج کو پرتگال کے خلاف فتح حاصل ہوئی اور پرتگال کے کئی علاقے ان کے زیر تسلط آ گئے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ تک جاری رہنے والی جنگ کے اختتام پر جون 1801ء میں فریقین کے درمیان معاہدہ امن تشکیل پایا، جس کے تحت پرتگال نے اپنی بندرگاہیں فرانس کو مقررہ وقت کے لئے بلا معاوضہ اور بقیہ عرصہ کے لئے رعایتی معاوضے پر دینے کا اعلان کیا، اور اس طرح نپولین اپنی من مانی میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ہی نہیں، بلکہ نپولین نے انیسویں صدی کے پہلے ربع میں اپنے توسیع پسندانہ عزائم کو تنازعات کی شکل دے کر ہند چینی، میکسیکو اور ارجنٹائن تک سے خوں ریز جنگیں کیں۔

جنگ افیون

برطانوی تاجر جب برصغیر میں داخل ہوئے تو انہوں نے صرف غیر منقسم ہندوستان پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنی تجارت کے فروغ کی غرض سے گردونواح کے علاقوں میں بھی منڈیاں تلاش کرنا شروع کیں۔ کثیر آبادی والی ایک منڈی ان کے سامنے چین کی صورت میں موجود تھی۔ چنانچہ ان کی تجارت کا سلسلہ چین میں شروع ہوا، مگر اس تجارت کی آڑ میں برطانیہ نے چینی باشندوں کو افیون کے نشے کی لت میں مبتلا کر دیا، جس سے چینی قوم معاشی اور معاشرتی بدحالی کا شکار ہو گئی۔ اس پر چینی حکومت نے افیون کے برطانوی تاجروں کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی اور اپنے مروجہ قانون کے مطابق انہیں سزائیں دینے کا اعلان کیا، جو ''عظیم برطانیہ'' کو کسی صورت گوارا نہ تھا۔ اس وقت کی عالمی بحری طاقت نے اپنے ''باعزت'' تاجروں کی بازیابی کے نام پر چین کے خلاف اعلان جنگ کر دیا، جس میں برطانیہ کو فتح نصیب ہوئی۔ 29 اگست 1842ء کو معاہدہ نانکنگ ہوا، جس کے تحت چین کو نہ صرف بھاری تاوان جنگ ادا کرنا پڑا بلکہ اپنے کئی علاقوں سے ہاتھ بھی دھونا پڑا، جن میں ہانگ کانگ بھی شامل تھا۔ اس معاہدے نے تنازعات کو ختم کرنے کی بجائے نئے تنازعات کی راہیں فراہم کیں۔

اب کشیدگی صرف تجارتی نوعیت کی نہ تھی، بلکہ علاقے کے حصول کی بھی تھی، چنانچہ 1860ء میں فریقین کے مابین دوسری جنگ افیون لڑی گئی اور نتیجہ پہلے جیسا رہا اور جنگ کے بعد پیکنگ کنونشن کے نتیجے میں کولون کا جزیرہ نما اور دیگر چینی جزائر بھی برطانیہ کو مل گئے۔ 1898ء میں برطانیہ نے چین کے ساتھ 99 سالہ معاہدہ کیا، جس کے تحت تمام مقبوضات پر برطانیہ کو مکمل کنٹرول حاصل ہو گیا۔ اس معاہدے کی میعاد 30 جون 1997ء کو ختم ہوئی، لہٰذا ہانگ کانگ چین کو دوبارہ واپس مل گیا۔

امریکہ۔ میکسیکو

جس وقت ایشیا جنگ افیون کا اکھاڑہ بنا ہوا تھا، اسی زمانے میں براعظم امریکا میں میکسیکو اور امریکا کے درمیان جنگ جاری تھی۔ اپریل 1846ء سے فروری 1848ء تک جاری رہنے والی اس جنگ کے پس منظر میں متعدد تنازعات کلیدی کردار ادا کر رہے تھے۔ سب سے پہلے تو ریاست ٹیکساس کے امریکا سے الحاق پر میکسیکو ناخوش تھا، بلکہ وہ خود کسی نہ کسی طرح اس ریاست کے حصول کا خواہش مند تھا۔ دوسری جانب دریائے ریوگرینڈی کے تنازعہ نے فریقین کو جنگ کرنے پر مجبور کیا۔ درحقیقت اس دریا کے پانی اور ملکیت پر دونوں ممالک کا موقف متضاد تھا اور دونوں اس پر اپنی اجارہ داری چاہتے تھے۔ چنانچہ تنازعات کی چنگاری جنگ کے شعلوں میں تبدیل ہوئی اور ہزاروں نفوس بطور ایندھن استعمال ہوئے۔ جنگ کے نتیجے میں امریکا کو فتح کے ساتھ تیرہ لاکھ اسکوائر کلومیٹر پر محیط میکسیکو کا بحرالکاہل سے ملحق علاقہ بھی ملا۔

جنگ کریمیا

انیسویں صدی کے وسط میں ہونے والی جنگ کریمیا نے مستقبل میں بین الاقوامی سیاست اور خصوصاً جغرافیائی سیاست پر گہرے اثرات ثبت کئے۔ یہ جنگ اکتوبر 1853ء سے فروری 1856ء تک روس اور سلطنت عثمانیہ (ترکی) کے مابین جاری رہی۔ اس جنگ کی ابتداء اس تنازعہ کے باعث ہوئی کہ روس سلطنت عثمانیہ میں روسی آرتھوڈوکس چرچ کے لئے ان ہی مراعات کا خواہاں تھا جو اس علاقے میں روس کیتھولک فرقے کو حاصل تھیں۔ چنانچہ مذہبی منافرت کے تحت روس نے سلطنت عثمانیہ پر اچانک حملہ کر دیا۔ مگر اس جنگ میں اس وقت کی سپر پاور، برطانیہ نے سلطنت عثمانیہ کا ساتھ دیا، جس نے روسی ترک سرحد، (ڈینوبین جو بعد میں رومانیہ کہلایا) سے بھاری حملہ کیا۔ برطانیہ کی حمایت کے بعد فرانس اور آسٹریا بھی سلطنت عثمانیہ کے ساتھ ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے روس گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گیا۔ جنگ سے تھکا ہارا روس فروری 1856ء میں اتحادیوں کی شرائط پر مبنی معاہدہ امن پر راضی ہو گیا۔

سہ فریقی اتحاد

جنگ سہ فریقی اتحاد 1865ء سے 1870ء تک پیراگوئے، ارجنٹائن، برازیل اور یوروگوئے کے درمیان جاری رہی۔ یہ لاطینی امریکا کی ایک ایسی خوفناک اور خونین جنگ تھی، جس سے چار لاکھ سے زائد نفوس لقمہ اجل بنے۔

درحقیقت حرص زمین کا مسئلہ تاریخ کے ہر دور میں عام رہا ہے اور ہر طاقت ور کمزور پر حاکمیت قائم کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ طاقت کے استعمال سے دریغ نہیں کرتا، اور اس کا مظہر ''جنگ سہ فریقی اتحاد تھی'' جو سرحدوں کے تعین اور محصولات کے معاملے پر شروع ہوئی۔ جنوری 1865ء میں ارجنٹائن اور برازیل نے پیراگوئے کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور مئی 1865ء میں جب جنگ شروع ہوئی تو یوروگوئے بھی مذکورہ دونوں ممالک کی حمایت میں اس جنگ میں شامل ہو گیا۔ یہ وہ دور تھا

جب یوروگوئے نے نئی نئی آزادی حاصل کی تھی اور اپنے استحکام کی غرض سے اسے لاطینی امریکہ کی ان طاقتوں کا ساتھ دینا لازمی تھا۔ اس پانچ سالہ جنگ میں پیراگوئے کو ناقابل تلافی نقصانات اٹھانا پڑے۔ اور اس کی ایک چوتھائی آبادی غذائی قلت اور بیماریوں کے باعث موت کی آغوش میں چلی گئی۔ اس جنگ سے پیراگوئے نہ صرف پتھر کے زمانے میں چلا گیا بلکہ اتحادیوں نے اس کے علاقوں کے حصے بخرے بھی کر لئے۔

فرانس - جرمنی

جرمنی کے چانسلر، بسمارک اور شاہ قیصر ولیم کی قیادت میں جو ترقی ہوئی، اس نے نئے اور پرانے سامراجیوں کے درمیان کش مکش پیدا کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا، اس دوران نہ صرف قومی برتری کے احساسات ابھرے بلکہ حصول زمین کے تنازعات نے بھی فروغ پایا۔ یہ تضادات و تنازعات 19 جولائی 1870ء سے 10 مئی 1871ء تک جاری رہنے والی فرانس جرمنی جنگ کی صورت میں نمودار ہوئے، اس جنگ سے یورپ میں فرانسیسی رعب و دبدبے اور استحقاق کے خاتمے کے ساتھ ایک نیا جغرافیائی تبدیلی کا حامل متحد جرمنی وجود میں آیا۔ یہ وہ دور تھا جب جرمنی اور فرانس میں توسیع پسندی اور قومیت کے رجحانات تقویت پا رہے تھے اور ہر دو جانب سے الساس اور لورین کے علاقوں کو قوت کے ذریعہ حاصل کرنے کے عزائم سامنے آ رہے تھے۔ جنگ سے قبل اور جنگ کے دوران کافی دنوں تک ان علاقوں پر فرانس کا قبضہ رہا تھا اس لئے فرانس کی تیسری جمہوریہ کا حکمراں، نپولین سوئم بہت پر امید تھا۔ اس کی پرامیدی کی ایک اور وجہ جدید اسلحہ بھی تھا جو اس نے کسی آڑے وقت کے لئے جمع کر رکھا تھا، جن میں مشین گنیں اور چیس پوٹ رائفلیں اہمیت کی حامل تھیں۔ دوسری جانب جرمنی کا چانسلر اوٹو وان بسمارک جرمن قوم میں نسلی برتری اور عظیم جرمنی کے رجحانات و نظریات کے باعث پر اعتماد تھا، جس کی وجہ سے جرمن فوج کے شانہ بہ شانہ جرمن عوام بھی منظم ہو رہے تھے۔ بسمارک آئرن اینڈ بلڈ پالیسی پر یقین رکھتا تھا، یعنی ڈپلومیسی نہیں بلکہ جنگ ہی تمام تنازعات اور مسائل کا حل ہے۔ 19/جولائی 1870ء کی صبح جرمنی نے فرانس پر شب خون مارا اور دنیا نے دیکھا کہ نپولین سوئم کی پرامیدی اور خوداعتمادی کے تمام دعوے کھوکھلے ثابت ہوئے۔ جرمنی نے نہ صرف الساس اور لورین پر قبضہ کر لیا، (جن پر دوسری جنگ عظیم تک جرمنی کا استحقاق رہا) بلکہ یورپی ریاستوں کی مداخلت کے باعث معاہدہ امن کی رو سے فرانس جنگ میں جرمنی کے نقصان کے عوض اسے پانچ بلین فرانک دینے کا پابند بھی ٹھہرا۔

ترکی - یونان

انیسویں صدی کے آخری سال بھی جنگ، وجدل اور خون خرابے سے پر نظر آتے ہیں۔ ان سالوں میں قوموں اور ریاستوں کے مفادات اور تنازعات کے پیش نظر دشمنیاں عروج پر پہنچ چکی تھیں، جس کا ایک اظہار 1897ء کی ترک، یونان جنگ بھی تھی۔ اس جنگ کو تیس روزہ جنگ بھی کہا جاتا ہے۔ اس جنگ کا پس منظر کچھ یوں تھا کہ قبرص کا علاقہ سلطنت عثمانیہ کے زیر کفالت تھا، لیکن اس کے تعلقات ترکی کے علاوہ یونان سے بھی بہتر تھے۔ 1896ء میں خفیہ طور پر اس علاقے میں ''یونانی سوسائٹی'' کا قیام عمل میں لایا گیا، جس کے تحت علاقے کے عوام کو ترکی کے خلاف بغاوت پر اکسایا گیا تاکہ وہ سلطنت عثمانیہ سے بالکل علیحدگی اختیار کر کے یونان سے الحاق کر لیں۔ اس توسیع پسندانہ خواہش کو عملی شکل دینے کی غرض سے یونان نے چپکے چپکے اس علاقے میں بھرپور جنگی تیاری شروع کر دی۔

پھر یونانی شہزادے کانسٹنٹائن کی قیادت میں طبل جنگ بجا اور سلطنت عثمانیہ کے علاقے تھیسلی پر 21/اپریل 1897ء کو حملہ کیا گیا۔ اس وقت سلطنت عثمانیہ کو کسی حد تک جرمنی کی حمایت حاصل تھی، جو کہ ایک عالمی طاقت کی حیثیت سے ابھر رہا تھا۔ چنانچہ سلطنت عثمانیہ کی جوابی کارروائی اور جرمنی کی حمایت کے باعث یونان کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ 4 دسمبر 1897ء کو ایک معاہدہ امن کے تحت یونان نے ترکی کو تاوان جنگ تو ادا کر دیا، تاہم یورپی قوتوں کی سازش کے باعث قبرص کے علاقے کو شروع میں بین الاقوامی انتدابی علاقہ قرار دیا گیا اور بعد میں نام نہاد استصواب کے بعد شاہ یونان کے بیٹے شہزادہ جارج کو وہاں کا عارضی حکمران بنا دیا گیا۔ پھر 1913ء میں ''معاہدہ لندن'' کے تحت اس علاقے کو یونان کا ''جزو لاینفک'' بنا دیا گیا۔

امریکہ - سپین

''دشمن کا دشمن اپنا دوست'' کے فلسفہ پر عمل کرتے ہوئے امریکہ نے اسپین کے خلاف کیوبا کی تحریک آزادی کی اعلانیہ حمایت کی تو اس تنازعہ نے اتنا طول پکڑا کہ دونوں قوتیں (امریکہ، اسپین) آپس میں نبرد آزما اور طاقت ور نظر آئیں۔ اسپین کی جانب سے سخت دھمکیاں دی گئیں۔ لیکن امریکی حکومت اور پریس کی جانب سے کیوبا کے باغیوں کی حمایت روز بہ روز بڑھتی گئی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ 24/اپریل 1898ء کو جنگ شروع ہو گئی۔ اس جنگ نے حالات کو ایک نیا موڑ دیا جس کی بدولت امریکہ دنیا میں ایک موثر طاقت کے طور پر ابھرا۔ اس نے چند ہی ہفتوں میں اسپین کو زیر کر لیا۔ 10 دسمبر 1898ء نے ''معاہدہ پیرس'' کے تحت اسپین کیوبا پر اقتدار کے دعوے سے دستبردار ہو گیا، اور اس نے دو کروڑ امریکی ڈالرز کے عوض فلپائن پر بھی امریکہ کا اقتدار اعلیٰ تسلیم کر لیا، الغرض ایک معمولی سے تنازعے پر شروع ہونے والی اس جنگ نے نہ صرف توازن طاقت کا نیا معیار مہیا کیا بلکہ یہ جنگ غیر معمولی بین الاقوامی جغرافیائی تبدیلیوں کا بھی باعث بنی۔

روس - جاپان

بیسویں صدی کا آفتاب طلوع ہوتے ہی چشم فلک نے براعظم ایشیا کو آگ اور خون کے دریا سے گزرتے دیکھا۔ یہاں دو ریاستوں، روس اور جاپان کے مابین علاقائی استحقاق کا تنازعہ اتنی شدت اختیار کر گیا کہ انسان کی حیوانیت سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ہم جنس انسانوں کے قتل عام سے بھی مطمئن نہ ہوئی بلکہ ظلم کے ایسے تباہ کن مظاہرے کئے گئے کہ تاریخ زمین دہشت زدہ ہو گئی اور آسمان نے خون کے آنسو بہائے۔ درحقیقت روس اور جاپان کے مابین یہ جنگ کوریا اور منچوریا پر استحقاق کے تنازعہ سے شروع ہوئی۔

1898ء میں روس بندرگاہ آرتھر (موجودہ بندرگاہ لوشن) کو پٹے پر حاصل کر چکا تھا اور اب اس کی نگاہ جزیرہ نما لیاؤ تنگ پر گڑی ہوئی تھی، جو منچوریا کے جنوب میں واقع ہے۔ اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے روس نے چین سے جاپان کے خلاف دفاعی اتحاد کی تیاریاں بھی شروع کر دیں، تاکہ ممکنہ ضرورت کے وقت یہ اتحاد کام آ سکے۔

یہ وہ وقت تھا جب روس اپنی واحد سمندری بندرگاہ ولاڈی ووسٹوک کو اپنی ضروریات کے لئے ناکافی سمجھتا تھا اور منچوریا پر قبضے کے خواب دیکھ رہا تھا، چنانچہ اس نے سائبیریا کی سرحد سے منچوریا کے قریب فوجوں کا اجتماع شروع کر دیا اور 8/فروری 1904ء کو جاپانی افواج کے بندرگاہ آرتھر پر حملے کے سبب سرحدی جھڑپیں باقاعدہ جنگ میں بدل گئیں۔ جنگ میں جاپان کا پلہ بھاری رہا، اور اس کی بحری قوت نے کلیدی کردار ادا کیا۔

کافی جنگ کے بعد روسی فوج کے کمانڈر جنرل اے این کوروپکن نے جنگ بندی کی پیش کش کی۔ اس جنگ میں تقریباً نوے ہزار روسی اور چھتر ہزار جاپانی فوجی اور شہری ہلاک ہوئے۔ امریکی صدر تھیوڈور روزویلٹ نے ثالث کا کردار ادا کرتے ہوئے امن مذاکرات کی پیش کش کی جسے فریقین نے قبول کر لیا، امن معاہدے میں طے پایا کہ جزیرہ نما لیاؤ تنگ اور بندرگاہ آرتھر پر جاپان کا کنٹرول رہے گا۔ یہ ہی نہیں، بلکہ جنوبی منچوریا کے کچھ علاقے اور جزیرہ سخالین کے نصف حصے پر بھی جاپان کا استحقاق تسلیم کر لیا گیا۔ تاہم بعد میں عوامی ردعمل اور بین الاقوامی دباؤ کے تحت فریقین منچوریا کا علاقہ چین کی تحویل میں دینے پر رضامند ہو گئے۔

پہلی بلقانی جنگ

بیسویں صدی کے ابتدائی سال سلطنت عثمانیہ اور بلقانی اتحاد سربیا، بلغاریہ، یونان اور مونٹینیگرو کی ریاستوں کے مابین کشیدگی کے حوالے سے تاریخ میں اپنی ایک منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ ان دنوں مقدونیہ پر استحقاق کے حوالے سے تنازعات اتنے سنگین ہوئے کہ سلطنت عثمانیہ اور بلقانی اتحاد کے مابین جنگ چھڑ گئی۔ جسے آج بھی دنیا ''پہلی بلقانی جنگ'' کے نام سے جانتی ہے۔ اتحادی افرادی اور حربی قوت کے لحاظ سے برتر تھے، لہٰذا وہ سلطنت عثمانیہ اور دیگر ممالک کی جانب سے کسی دلیل کو سننے پر تیار نہ تھے۔ چنانچہ 8/اکتوبر 1912ء کو مونٹینیگرو نے جنگ کا آغاز کیا، جب کہ بقیہ اتحادیوں نے دس روز بعد پیش قدمی شروع کی۔ ساڑھے سات لاکھ مجموعی فوج کی بدولت اتحادیوں نے بہت جلد کامیابی حاصل کر لی اور وہ سلطنت عثمانیہ کے قلب، قسطنطنیہ (موجودہ استنبول) تک پہنچ گئے۔

پانچ ماہ تک جاری رہنے والی اس جنگ میں اتحادیوں کو برتری حاصل رہی۔ جنگ کے اختتام پر 30 مئی 1913ء کو معاہدہ امن پر لندن میں دستخط ہوئے۔ اس نام نہاد معاہدہ امن کے تحت سلطنت عثمانیہ کو اپنے متعدد یورپی علاقوں سے ہاتھ دھونا پڑا، جن میں مقدونیہ اور البانیہ کے علاقے بھی شامل تھے۔ اتحاد نے البانیہ کی آزادی تسلیم کر لی۔ مقدونیہ میں چونکہ مسلم آبادی کو اکثریت حاصل تھی، لہٰذا اس کو آپس میں تقسیم کر لیا گیا، مگر اس تقسیم کی کوکھ سے مزید تنازعات نے جنم لیا، جنہوں نے خود اتحادیوں میں پھوٹ ڈال دی کہ کس کو مقدونیہ کا کون سا اور کتنا حصہ ملے گا۔ چنانچہ اس طرح ایک اور بلقانی جنگ کی ابتداء ہوئی جسے تاریخ میں ''دوسری بلقانی جنگ'' کا نام دیا گیا۔ اب اتحادی ہی آپس میں برسرپیکار تھے۔ بلغاریہ کے بادشاہ فرڈیننڈ کا کہنا تھا کہ یونان اور سربیا نے مونٹینیگرو سے ساز باز کر کے مقدونیہ کا زیادہ رقبہ ہتھیا لیا ہے، جب کہ بلغاریہ کے حصے میں بچے کچھے علاقے اور گنے چنے مقبوضات آئے ہیں۔ چنانچہ 29 جون 1913ء کی درمیانی شب بلغاریہ کی فوج نے مقدونیہ میں موجود یونانی اور سربیائی افواج پر حملہ کر دیا۔ تاہم یہ جنگ بغیر فیصلے کے ختم ہوئی اور 10/اگست 1913ء کو ایک معاہدے کے تحت مقدونیہ کی دوبارہ متفقہ تقسیم عمل میں آئی۔

ٹرین کا بدترین حادثہ

6 جون 1981ء کو 800 مسافر اس وقت ہلاک ہو گئے جب بھارتی صوبے بہار میں ایک ٹرین پل سے دریائے بھاگ متی میں جا گری۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم لقمان احمد جنجوعہ صاحب (لقمان ہیئر فیشن) کالج روڈ لکھتے ہیں میرے دادا محترم بشیر احمد جنجوعہ صاحب ترگڑی ضلع گوجرانوالہ مورخہ 11 ستمبر 2002ء بعمر 79 سال وفات پا گئے۔ مرحوم موصی تھے ان کا جسد خاکی ربوہ لایا گیا۔ 12 ستمبر کو بیت المبارک میں بعد نماز ظہر محترم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر دعوت الی اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں قبر تیار ہونے پر مکرم مبشر احمد خالد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ مرحوم مکرم عبدالمجید صاحب جنجوعہ کارکن وقف جدید کے والد تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم کی مغفرت بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم رانا مبارک احمد صاحب حال گلاسگو سکاٹ لینڈ لکھتے ہیں کہ ان کی نسبتی ہمشیرہ محترمہ اصغری بیگم صاحبہ مورخہ 21۔ اگست 2002ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے چک نمبر 165/E.B محمد نگر عارف والا میں وفات پا گئی ہیں۔ آپ کا جنازہ محترم مقامی مربی صاحب نے پڑھا اور دعا کے ساتھ چک کے احمدیہ قبرستان میں دفن کیا گیا۔ آپ مکرم مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب مرحوم کی اہلیہ اور مکرم مرزا محمد شریف بیگ صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ پتوکی ضلع قصور کی صاحبزادی تھیں۔ آپ نے اپنے پیچھے دو بیٹے مرزا فاروق بیگ صاحب، مرزا وقار بیگ صاحب اور تین بیٹیاں عابدہ بیگم صاحبہ زاہدہ بیگم صاحبہ اور ناصرہ بیگم صاحبہ چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی مغفرت اور بلند درجات کیلئے اور ان کے خاندان کو صبر جمیل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

دورہ نمائندہ الفضل

ادارہ الفضل منور احمد جج صاحب کو بطور نمائندہ ضلع جہلم، میر پور، کوٹلی آزاد کشمیر میں مندرجہ ذیل مقاصد کیلئے بھیج رہا ہے۔

(i) توسیع اشاعت الفضل
(ii) وصولی چندہ الفضل و بقایاجات
(iii) ترغیب برائے اشتہارات

احباب کرام سے تعاون کی درخواست ہے۔
(مینیجر روزنامہ الفضل)

ولادت

مکرم عبدالرحمٰن عامر صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری محلہ نصیر آباد سلطان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 12 ستمبر 2002ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بیٹے کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "طالوت احمد تاشف" عطا فرمایا ہے یہ بچہ وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم غلام احمد صاحب کا پوتا اور مکرم ناصر احمد صاحب کارکن نظارت علیا کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ بچے کو نیک دیندار خادم دین اور والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم محمود احمد ناصر صاحب ابن مکرم میاں صلاح الدین صاحب (مرحوم) اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ امتہ الحمید صاحبہ لاہور کے ایک ہسپتال سے دل کا بائی پاس آپریشن کروا کے اپنے گھر دارالعلوم غربی حلقہ خلیل آ گئی ہیں گو کمزوری ہے مگر خدا کے فضل و کرم سے روبصحت ہو رہی ہیں۔ احباب سے مکمل اور شفائے عاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

اعلان داخلہ

بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان نے ایم اے/ایم ایس سی/لاء/ MIT/MCS/MBA میں داخلہ کا اعلان کیا ہے داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 30 ستمبر 2002ء ہے۔ مزید معلومات کیلئے جنگ 15 ستمبر 2002ء۔

ڈیپارٹمنٹ آف اکنامکس یونیورسٹی آف دی پنجاب لاہور نے M.A اکنامکس اور ماسٹر آف بزنس اکنامکس MBE میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔

یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ انیمل سائنسز لاہور نے DVM کورس میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 12 اکتوبر 2002ء ہے مزید معلومات کیلئے ڈان 16 ستمبر 2002ء

NUST نے لاہور اور راولپنڈی میں پوسٹ گریجوایٹ لیول پروفیشنل ڈپلومہ پروگرامز کا اعلان کیا ہے مزید معلومات کیلئے جنگ 15 ستمبر 2002ء۔

یونیورسٹی آف دی پنجاب انسٹیٹیوٹ آف جیالوجی نے تین سالہ B.Sc جیالوجی میں داخلہ کا اعلان کیا ہے داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 25 ستمبر 2002ء ہے مزید معلومات کیلئے جنگ 15 ستمبر 2002ء۔
(نظارت تعلیم)

عالمی خبریں

عالمی ذرائع ابلاغ سے

اسلحہ انسپکٹر اقوام متحدہ کے اسلحہ انسپکٹر 15۔ اکتوبر سے عراق میں دوبارہ اپنا کام شروع کر دیں گے۔ جرمنی نے اپنے ماہرین بھی اقوام متحدہ کے اسلحہ انسپکٹروں کے ساتھ بھیجنے کی پیشکش کر دی ہے۔ برطانوی وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ عراق پر واضح کر دے کہ اس نے اسلحہ انسپکٹروں سے تعاون نہ کیا تو اس کے خلاف فوجی کارروائی کی جائے گی۔ امریکی کانگرس میں صدر بش کو عراق کے خلاف کارروائی کا اختیار دینے کی قرارداد پر اکتوبر کے پہلے ہفتے رائے شماری ہوگی۔

فروری میں ممکنہ حملہ امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ امریکہ کے فوجی منصوبہ ساز عراق پر حملے کے لئے فروری کو بہترین وقت قرار دے رہے ہیں۔

امریکہ میں غیر قانونی تارکین امریکہ کے امیگریشن سٹڈیز سنٹر کی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں مجموعی طور پر 314000 غیر قانونی تارکین وطن ہیں۔ چھ ہزار روپوش ہو چکے ہیں۔ سب سے زیادہ تعداد مشرق وسطیٰ کے باشندوں کی ہے جو تقریباً ایک لاکھ پچاس ہزار ہے۔ رپورٹ کے مطابق 11 ستمبر کے واقعہ میں ملوث 19 ہائی جیکروں سے تین غیر قانونی طور پر امریکہ میں مقیم تھے۔ امیگریشن حکام کے مطابق چالیس فیصد غیر قانونی تارکین وطن ایسے ہیں جو عارضی ویزوں پر امریکہ آئے اور پھر واپس نہ گئے۔ ان افراد میں طلباء اور سیاح شامل ہیں۔ تین لاکھ چودہ ہزار غیر قانونی تارکین وطن وہ ہیں جن کے نام حکام کے پاس ہیں جبکہ امیگریشن کے اعداد و شمار کے مطابق یہ تعداد سات لاکھ سے زیادہ ہے۔

بوسنیا میں مسجد شہید بوسنیا کے جنوبی علاقے میں ایک مسجد کو دھماکہ خیز مواد سے شہید کر دیا گیا۔ گاؤں کی یہ مسجد جنگ سے تباہ ہو گئی تھی اور اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا تھا۔ نامعلوم حملہ آوروں نے رات کے وقت تباہ کر دیا۔

اخوان المسلمین کے 19۔ ارکان گرفتار مصری پولیس نے کالعدم اخوان المسلمین کے 19۔ ارکان کو گرفتار کر لیا ہے۔ گرفتار ہونے والوں میں تحریک کے قائد ڈاکٹرز انجینئرز اور طالب علم بھی شامل ہیں۔

جرمنی نے 16 مسلم تنظیموں کو کالعدم قرار دے دیا جرمنی میں قید ترک اسلامی شدت پسند رہنما محمد کاپلین کے ساتھ تعلق کے شبہ میں 16 مسلم تنظیموں کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا ان کے بینک اکاؤنٹ منجمد کر دیئے گئے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق جرمن پولیس نے ملک بھر میں ان گروپوں کے 100 سے زائد دفاتر، مساجد اور گھروں پر چھاپے مارے۔ تنظیم خلافت کے سربراہ محمد کاپلین ایک مخالف مذہبی رہنما کے قتل کے الزام میں مغربی جرمنی میں قید ہیں۔ جرمنی کے وزیر داخلہ نے کہا کہ مزید کئی اسلامی گروپوں کے خلاف تحقیقات کی جا رہی ہے۔

یاسر عرفات کا ہیڈ کوارٹر تباہ رملہ میں صدر یاسر عرفات کے کمپاؤنڈ میں ایک اور بڑا بم دھماکہ ہوا۔ بی بی سی کے مطابق اسرائیل نے رملہ میں صدر یاسر عرفات کے کمپاؤنڈ کو مکمل طور پر تباہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ فلسطینی علاقوں میں کرفیو لگا دیا گیا ہے۔ اسرائیلی فوجی بکتر بند گاڑیوں اور ٹینکوں کے ساتھ صدر یاسر عرفات کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے۔ گولہ باری اور فائرنگ سے ایک اہلکار جاں بحق ہو گیا۔ 23 فلسطینی گرفتار کر لئے گئے۔

آئیوری کوسٹ میں 100 سے زائد ہلاکتیں آئیوری کوسٹ میں ناکام بغاوت میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد 100 سے زائد ہو گئی۔ مارے جانے والوں میں سابق فوجی حکمران اور ایک وزیر بھی شامل ہے۔ بغاوت صدر لاڈرینٹ کے اٹلی کے دورے کے دوران کی گئی تھی۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے آئیوری کوسٹ میں بغاوت کی کوشش پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے تنازعات تشدد کی بجائے آئین کے مطابق طے کئے جائیں۔

عازمین حج کیلئے الیکٹرانک آلہ سعودی مصر اور کی ماجد کمپنی نے عازمین حج کی رہنمائی کیلئے ایک الیکٹرانک آلہ تیار کیا ہے جو عازمین حج کو اپنی مادری زبان میں معلومات دے گا۔ اس کی قیمت 125 سعودی ریال مقرر کی گئی ہے۔ ہاتھ میں رکھنے کے علاوہ کلپ کے ذریعے کپڑوں پر بھی لگایا جا سکتا ہے۔ اس میں مذہبی ذمہ داریاں اور سعودی قوانین کے بارے میں معلومات شامل ہوں گی۔

بقیہ صفحہ 4

جذبہ سے وہ یہاں کام کریں گے۔ آخر پر چند معززین شہر نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے جماعت کی خدمات کو سراہا اور امید ظاہر کی کہ انسانی ہمدردی کے تحت جماعتی خدمات سے لوگ آئندہ بھی مستفید ہوتے رہیں گے۔

تقریب کے اختتام پر تمام شرکاء کی ٹھنڈے مشروبات اور بعض لوازمات کے ساتھ تواضع کی گئی۔ ریڈیو اور اخبارات کے نمائندگان بھی اس تقریب میں شریک تھے۔ چنانچہ ملک کے دو مقبول ریڈیو سٹیشنز نے نمایاں طور پر خبروں میں اس تقریب کا ذکر کیا اور دو کثیر الاشاعت اخبارات نے بھی نہایت موثر انداز میں اس تقریب کی کارروائی شائع کی۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ احمدیہ کلینک اسی طرح دکھی انسانیت کی خدمت کی توفیق پاتا رہے اور اس خدمت کے ناطے جماعت کی نیک شہرت کا باعث بنتا رہے۔
(الفضل انٹرنیشنل 26۔ جولائی 2002ء)

ملکی خبریں
ملکی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ میں طلوع وغروب

سوموار	23-ستمبر	زوال آفتاب	1-00
سوموار	23-ستمبر	غروب آفتاب	7-07
منگل	24-ستمبر	طلوع فجر	5-34
منگل	24-ستمبر	طلوع آفتاب	6-55

کراچی میں مشرف کو بم دھماکے سے اڑانے کی سازش کی گئی

امریکہ نے کہا ہے پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں نے صدر مشرف کو دھماکے سے اڑانے کی ایک سازش ناکام بنا دی ہے۔ امریکہ کے نائب وزیر خارجہ رچرڈ آرمیٹج نے امریکی سینٹ اور کانگرس کے مشترکہ اجلاس میں کہا کہ پاکستانی ایجنسیوں نے جنرل مشرف کو قتل کرنے کی ایک سازش کو ناکام بنا دیا ہے۔ اس سے قبل پاکستان کے وزیر داخلہ معین الدین حیدر نے ان خبروں کی تردید کی تھی کہ گرفتار ہونے والے دہشت گرد پاکستان کے صدر کو کراچی میں دفاعی نمائش کے موقع پر قتل کرنا چاہتے تھے۔ تاہم انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ یہ دہشت گرد کراچی میں امریکی قونصل خانے پر حملوں میں ملوث تھے۔

جنگی اسلحہ کے استعمال کا شاندار مظاہرہ

دوسری عالمی نمائش کے آخری روز کراچی سے 75 کلومیٹر دور سونمیانی میں پاک فوج نے جنگی اسلحہ کے استعمال کا شاندار مظاہرہ کیا۔ پاک فوج کے 8 طیاروں نے اپنی مہارت کے مظاہرے کئے اور الخالد' الضرار ٹینک' ٹینک شکن توپوں' راکٹ لانچروں اور دیگر ہتھیاروں کا مظاہرہ ہوا۔ پاک فوج کے جوانوں نے دیئے گئے ٹارگٹ کو نشانہ بنایا۔ اس موقع پر وائس چیف آف سٹاف جنرل یوسف' گورنر سندھ اور اعلیٰ فوجی اور سول حکام کی بڑی تعداد موجود تھی۔ اس موقع پر وائس چیف آف سٹاف نے کہا کہ اگر کسی کو پاکستان کی دفاعی صلاحیت پر شک ہے تو وہ آزما کر دیکھ لے۔

صدر مشرف نہ پہنچ سکے

عالمی دفاعی نمائش کے آخری روز جنگی اسلحہ کے استعمال کا مظاہرہ دیکھنے کے لئے صدر جنرل مشرف سونمیانی نہیں پہنچ سکے۔ پروگرام کے مطابق ان کو تقریب میں شریک ہونا تھا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ ان کے نہ آنے کی وجوہات سیکیورٹی بھی ہو سکتی ہے۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ وہ اسلام آباد میں اپنی مصروفیات کی وجہ سے سونمیانی نہیں پہنچ سکے۔

تعلیم کو اولین ترجیح دے رہے ہیں

گورنر پنجاب نے کہا ہے کہ جنرل مشرف کی حکومت نے تعلیم کے شعبے کو اولین ترجیحات میں شامل کیا ہوا ہے۔ اور ملک بھر میں نئی یونیورسٹیوں کا قیام اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اور حکومت جدید تعلیم اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کے فروغ کیلئے ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے۔

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کا افتتاح

گورنر پنجاب نے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر گورنر پنجاب کے علاوہ جی سی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر خالد آفتاب اور وزیر تعلیم پنجاب نے بھی خطاب کیا۔ گورنر نے کہا حکومت نے ہر سال دس کروڑ روپے کے وظائف پنجاب کے پانچ ہزار طلباء و طالبات کو فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا گورنمنٹ کالج کے تاریخی پس منظر کے باعث حکومت نے اسے یونیورسٹی کا درجہ دینے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے کہا ہمیں نئے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کیلئے تعلیم کے مختلف شعبوں میں اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ جی سی یونیورسٹی کے پہلے وائس چانسلر نے کہا کہ کالج یونیورسٹی بننے کے بعد ایک نئے مستقبل کا آغاز کر رہا ہے۔ ہم اس یونیورسٹی کو عالمی معیار کے مطابق بنانے کیلئے ہر ممکن اقدامات کرینگے۔ یاد رہے کہ پاکستان کے واحد نوبیل انعام یافتہ احمدی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام نے گورنمنٹ کالج لاہور میں شعبہ فزکس اور ریاضیات میں استاد کی حیثیت سے گرانقدر خدمات انجام دیں اور گورنمنٹ کالج سے ہی کیمبرج یونیورسٹی کیلئے روانہ ہوئے۔

تنخواہوں پر نظر ثانی کا حکم

صدر جنرل مشرف نے وزارت خزانہ اور متعلقہ حکام کو ہدایت کی ہے کہ وہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر نظر ثانی کریں کیونکہ موجودہ پے سٹرکچر میں وہ اپنی ضرورت پوری نہیں کر پا رہے۔ ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تنخواہوں کا موجودہ نظام بھی کرپشن کے فروغ کی ایک اہم وجہ ہے۔ ایک ایس ایچ او کو چھ سات ہزار تنخواہ دے کر یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنا کام صحیح سمت میں کرے گا۔ صدر نے کہا کہ ہمیں حقائق کو ایڈجسٹ کر کے اس کا حل نکالنا ہوگا۔

بھارت کو پاکستان پر حملے کا اختیار نہیں

امریکہ نے کہا ہے کہ اسے عراق کے خلاف پیشگی کارروائی کا حق حاصل ہے۔ مگر اسے پاکستان اور بھارت کی صورتحال پر لاگو نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ہی طاقت کے استعمال سے پاک بھارت تنازعات حل کئے جا سکتے ہیں۔ بش انتظامیہ مسلسل پاکستان اور بھارتی حکام سے رابطہ میں ہے وہ اپنے تنازعات دستیاب ذرائع سے حل کریں اور تنازعہ کا کوئی حل نکالیں۔

خوراک کی کمی

افریقہ کے چھ ممالک زمبابوے' زیمبیا' ملاوی۔ لیسوتھو۔ سوازی لینڈ اور موزمبیق میں ایک کروڑ 40 لاکھ افراد خوراک کی کمی کا شکار ہیں۔ اقوام متحدہ نے کہا ہے کہ پچاس کروڑ ڈالر کی متوقع امداد کا صرف ایک تہائی وعدہ کی صورت میں موصول ہوا ہے۔

چیچنیا میں بم دھماکہ

چیچنیا کے دارالحکومت گروزنی میں ایک زوردار بم دھماکے کے نتیجہ میں 18 افراد ہلاک اور 40 زخمی ہو گئے ہیں۔

رد حی
ڈپریشن کی مفید مجرب دوا
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون نمبر: 212434 - فیکس: 213966

دکان برائے فروخت
ربوہ سائیکل ورکس کالج روڈ پر واقع ہے۔ اس میں موجود جملہ سامان' فرنیچر اور دیگر سامان برائے فروخت ہے۔ ضرورت مند افراد فوری رابطہ کریں۔
رابطہ: نعیم احمد۔ ربوہ سائیکل ورکس فون۔ گھر 211896

ہومیوپیتھک پریکٹیشنرز حضرات کیلئے خوشخبری
ملکی وغیر ملکی ہومیوپیتھک مدرٹنکچرز، پوٹینسی، الیکٹروہومیوپیتھک پوٹینسی و بجلیاں، باخ فلاور، گلوبیولز و ڈسکٹس، شوگر آف ملک، نصابی وغیر نصابی کتب نیز پولٹری وحیوانات کی ادویات خصوصی رعایت پر حاصل کریں۔ 117 ادویات کا سیٹ بھی دستیاب ہے
سنٹرل ہومیوپیتھک ڈرگ ہاؤس
سونیری بنک والی گلی، چنیوٹ بازار فیصل آباد
فون 041-647531 , 721221

خالص سونے کے زیورات
فینسی جیولرز
محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائٹرز: میاں اظہر احمد' میاں مظہر احمد
فون دکان 212868 رہائش 212867

CHILDREN BROUGHT UP THROUGH HOMOEOPATHIC TREATMENT ARE HEALTHY
INTELLIGENT AND STRONG
DR. MANSOOR AHMAD
D.583.FAISAL TOWN
LAHORE, PH:5161204

چھوٹا قد' چڑچڑے' کمزور بچے' خون کی کمی

DWARFISHNESS COURSE (ڈوارفش نس کورس)	200/-	چھوٹا قد' نشوونما کی کمی' بونا پن بچوں بچیوں میں رکے ہوئے قد کو بڑھانے کیلئے مفید کورس
BABY TONIC (بے بی ٹانک)	25/-	شیرخوار بچوں کی کمزوری' سوکھا پن' دانت نکالنے کی تکالیف اور دستوں وغیرہ کیلئے مفید ٹانک ہے
BABY POWDER (بے بی پوڈر)	20/-	قے' دستوں' دانت نکالنے کی تکالیف میں بے بی ٹانک کی معاون و مددگار دوا ہے۔
BABY GROWTH COURSE (بے بی گروتھ کورس)	60/-	دبلے پتلے' سوکھے' کمزور بچوں بچیوں میں قدرتی بھوک بڑھا کر بہتر نشوونما اور صحت مند بنانے کیلئے مفید کورس
SPECIAL TONIC (سپیشل ٹانک)	25/-	ہر قسم کی کمزوری' کمی خون' چہرہ کی زردی' کانوں میں شائیں شائیں ہونا' چکر وغیرہ دور کرتی ہے۔

معلومات ادویات ولٹریچر ہمارے سٹاکسٹ یا براہ راست ہیڈ آفس سے طلب فرمائیں۔
کیور یٹو میڈیسن کمپنی انٹرنیشنل گولبازار۔ ربوہ پاکستان
☎ کلینک: 214606 ہیڈ آفس: 213156 سیلز: 214576